Studybeesofficial

Where Minds Pollinate

Urdu Class#11 FBISE

نظم # 3

National Book Foundation

Follow Our Socials
studybeesofficial
studybeesofficialpak
studybeesofficialpak

ملی نغمہ: خدا کرے میری ارض پاک پہ اُترے

شاعر: احمد ندیم قاسمی

شعر نمبر 1۔

خدا کرے میری ارض پاک پہ اُترے
وہ فصل گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو

تشریح:۔

احمد ندیم قاسمی کی شاعری عموماً زندگی کی حقیقتوں، محبت و ادب اور وطن کے بارے میں ہے بظاہر سادہ الفاظ کا استعمال ہے مگر معانی و مفہوم کی گہرائی پائی جاتی ہے ان کی شاعری میں لفظوں کا انتخاب اور ان کی ترتیب بہت اہمیت رکھتا ہے ان کے اشعار معاشرتی و سماجی مسائل کی عکاسی میں روح کو چھو جاتے ہیں شامل نصاب ملی نغمہ دعائیہ انداز میں ہے جس میں وطن کی خوبصورتی، سکون، ترقی و خوشحالی کی تمنا کی گئی ہے۔

پہلے شعر میں اللہ تعالی سے دُعا کی گئی ہے کہ اے خدا! میری زمین پر ایسی سدا ابہار خوبصورتی اور خوشیاں عطا کر جنہیں کبھی بھی زوال کا خوف نہ ہو یہاں پھر شاعر اندیشہ زوال کے بجائے بہار کی ہمیشگی کی دعا کر رہا ہے وہ فصل گل یعنی خوبصورتی و تروتازگی جس کا مقدر ہو میرا وطن دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے اور اقوام عالم کی صف میں اس کا بلند مقام ہو دراصل اس نظم میں استعاراتی زبان استعمال کی گئی ہے۔ فصل گل کا سدا ابہار ہونا وطن کی ترقی اور خوشحالی کے دیرپا اور پائیدار عمل کی خواہش ہے احمد ندیم قاسمی صاحب نے پاکستان بنتے خود دیکھا اور وہ ان قربانیوں سے بھی بخوبی واقف تھے جو پاکستان بنانے کے لیے دی گئیں جان و مال، رشتے، تعلقات سب کچھ وطن عزیز کے حصول کیلئے قربان کر دیا گیا تاریخ گواہ ہے کہ بے شمار لوگ بے گھر ہوئے ہجرت کی خون کی ندیاں بہہ گئیں تب جا کر یہ وطن عزیز حاصل ہوا اور اس کی بقا کیلئے بھی محب وطن یہ جذبہ رکھتے ہیں کہ

جان و تن مال، دولت لٹادیں گے ہم
اپنا خوں تیری خاطر بہادیں گے ہم
یہ حریت کے گہنے عروس وطن
تیرے سارے بدن پہ سجادیں گے ہم

وطن سے محبت ایک فطرتی عمل ہے انسان اپنے وطن اور مٹی سے محبت کو خود سے جدا نہیں کر سکتا وطن سے ہی اسکی پہچان ہے دنیا میں اس کی عزت ہے محب وطن قومیں ہمیشہ اپنے وطن کی سلامتی حفاظت اور ترقی و خوشحالی کے لیے کوشاں رہتی ہیں

گندم ہے سینہ چاک باغ بہشت میں
آدم کو کیا محبت نہ ہو گی وطن سے

وطن اور سرزمین کا ملنا بہت بڑی نعمت ہے تاریخ گواہ ہے کہ دنیا میں آزادی کے حصول کے لیے قوموں نے بڑی قربانیاں دیں۔

بقول شاعر

ہم لائے ہیں طوفان سے کشتی نکال کر
اس ملک کو رکھنا میرے بچو سنبھال کر

وطن اور آزادی کا مل جانا معجزہ ہے مگر اس آزادی کو برقرار رکھنا بھی مشکل مرحلہ ہے کیونکہ اگر آپ ترقی کی راہوں پر گامزن نہیں ہوں گے اور زندگی کے ہر میدان میں زوال پذیر ہوں گے تو پھر اس وطن اور آزادی کا برقرار رہنا مشکل ہو جائیگا۔

studybeesofficial

شعر نمبر 2:

یہاں جو پھول کھلے وہ کھلا رہے برسوں

یہاں خزاں کو گزرنے کی مجال نہ ہو

تشریح:۔

اس شعر میں بھی شاعر وطن سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں میری ارض پاک کی خوبصورتی لازوال ہو بہار کا موسم جاویداں ہو پھولوں کی رت ہمیشہ اس سرزمین پاک کا حصہ رہے دراصل بہار اور فصل گل استعارے ہیں ترقی و خوشحالی اور امن کے موسموں کے۔ شاعر کی خواہش ہے کہ اس سرزمین پر ترقی او خوشحالی کا عمل جاری و ساری رہے زراعت صنعت و حرفت، تجارت اور کاروبار میں دن دگنی رات چوگنی ترقی کی منازل طے ہوں شاعر وطن کی محبت سے سرشار دعائیہ انداز میں یہ خواہش کرتے ہیں کہ میرا وطن اور یہاں کے لوگ ہر قدم ترقی کی منازل طے کریں زندگی کے تمام شعبوں میں میرے وطن کے باسی ہمیشہ ترقی کی بلندیوں کو چھوتے رہیں زوال اور پستی کا موسم میرے لوگوں کے قریب سے نہ گزرے ملک کا نام روشن کرنے والے لوگ اسکا نام دنیا میں روشن کریں تنزلی کا سوال بھی پیدا نہ ہو۔ یہاں معدنیات، فصلیں، پھل، پھول کی پیداوار میں اضافہ ہو۔ یہاں کی خوبصورتی حسن کبھی ماند نہ پڑے غیر فانی ہو اور عزت و مرتبہ میں ہمیشہ اضافہ ہو دنیا کی تمام اقوام میری قوم کی ترقی کو مانے سراہے اور رشک کی نگاہ سے دیکھیں یہ تبھی ممکن ہے جب ارباب اختیار اور حکمران طبقہ مخلص ہو کر اپنے وطن سے محبت کا ثبوت دیں اور وطن کے محافظ جب ضرورت پڑے تو وطن کی آن کی خاطر سر کٹانے سے بھی گریز نہ کریں۔

فیض احمد فیض کہتے ہیں۔

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے

یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی کوئی بات نہیں

وطن کی عزت اور سربلندی کیلئے کسی چیز پر سمجھوتہ نہ کیا جائے۔ وطن کی شان سب سے بڑھ کر ہونی چاہیئے۔

تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی وطن عزیز پاکستان کی حفاظت کی بات آئی افواج پاکستان نے کسی قربانی سے گریز نہیں کیا اسی وجہ سے اسکا شمار دنیا کی بہادر ترین افواج میں ہوتا ہے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن

نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان اب ایٹمی طاقت بن گیا ہے واحد اسلامی ملک ہے جس کے پاس ایٹمی طاقت ہے۔

بے معجزہ دنیا میں ابھرتی نہیں قومیں

جو ضرب کلیمی نہیں رکھتا وہ ہنر کیا

ہر محب وطن کے یہ جذبات ہوتے ہیں کہ

سو بار زندگی جو ملے اس پہ وار دوں

الفت ہے اسقدر مجھے اپنے وطن کیساتھ

اور کبھی وطن کا پرچم سرنگوں نہ ہونے دیں۔

شعر نمبر 3:۔

یہاں جو سبزہ اُگے وہ ہمیشہ سبز رہے

اور ایسا سبز کہ جس کی کوئی مثال نہ ہو

studybeesofficial

شاعر اس شعر میں بھی منظر کشی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرے وطن عزیز کی خوشحالی اور ترقی جسکے لیے شاعر نے سبزے کا استعارہ استعمال کیا ہے کہ میرے وطن میں ترقی، خوشحالی اور امن دائمی ہو لا زوال ہو کبھی بھی روئے زمین پر کوئی اسے میلی آنکھ سے نہ دیکھے۔ یہاں شاعر وطن کی محبت میں سرشار ہیں اور دعا گو ہیں کہ میرے وطن پاکستان کو ایسی ترقی کی طرف گامزن کر جو کبھی ماند نہ پڑے ہماری نوجوان نسل سائنس اور ٹیکنالوجی میں آگے بڑھیں نئے نئے علوم وفنون سے آشنا ہوں اور اپنی صلاحیتوں کا لوہا پوری دنیا میں منوائیں علم وہنر کے زیور سے آراستہ ہو اور ان نوجوانوں کے اندر کچھ کر گزرنے کا جذبہ ہو اور یہ جذبہ کبھی ختم نہ ہو ہمارا ملک دنیا کی ترقی یافتہ اقوام کی صف میں شامل ہو جائے یہاں کا سبزہ بے مثال ہو پوری دنیا کی نظریں میرے وطن پر لگی ہوئی ہیں یہاں کے لوگ اپنے آباؤاجداد کی طرح ترقی اور شان وشوکت حاصل کریں چونکہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اس لیے شاعر نے یہاں کئی استعارے زراعت سے متعلقہ لیے ہیں اس کا مطلب ہم یہ بھی لے سکتے ہیں کہ یہ وطن عزیز زرعی لحاظ سے خود کفیل ہو نہ صرف زراعت کی وجہ سے خوراک میں خود کفیل ہو بلکہ اپنی برآمدات میں بھی آئے روز اضافہ کرے اور دنیا میں اپنی مصنوعات کی فروخت کرے جس سے وطن عزیز کا نام روشن ہو۔

دراصل وطن سے محبت انسان کی فطرت اور سرشت میں شامل ہے ہر وہ شخص جو وطن سے محبت نہ رکھتا ہو انسانیت کے زمرے میں نہیں آتا۔

وطن پر فدا ہے جو انسان ہے
کہ حب وطن جزو ایمان ہے

انسان جہاں پہ ہوتا ہے پرورش پاتا ہے اس مٹی اور وہاں کے لوگوں سے اس کو گہری انسیت اور لگاؤ ہو جاتا ہے وہ دنیا میں کہیں بھی چلے جائیں اس سرزمین سے ان کا رشتہ کبھی کمزور نہیں ہوتا۔ اپنائیت کا احساس اُسے صرف دھرتی ماں پر ہی ملتا ہے۔

بقول شاعر

محبت ٹوٹ کر کرتی ہوں اس سے
زمیں بھی ماں کی صورت مہرباں ہے

چرند پرند، حیوان سبھی اپنے وطن اور مسکن سے بے پناہ محبت کرتے ہیں کوئی بھی انکے آشیانے کی طرف میلی آنکھ سے دیکھے تو وہ استطاعت کے مطابق اپنا دفاع کرتے ہیں یعنی وطن سے محبت تمام مخلوقات کی جبلت میں ہے یہی محبت اور جذبات ہمارے پیارے وطن پاکستان کے لئے ہیں جسے اللہ نے بے شمار نعمتوں اور خوبصورتیوں سے مالا مال کیا ہے۔

جنت سے کہیں بڑھ کر حسین میرا وطن ہے
ہمسر ہے فلک کی جو زمیں میرا وطن ہے

شعر نمبر4:۔

گھنی گھٹائیں یہاں ایسی بارشیں برسائیں
کہ پتھروں سے بھی روئیدگی محال نہ ہو۔

تشریح:

ہمارے پیارے وطن پاکستان کو اللہ تعالی نے تمام قدرتی ذرائع سے مالا مال کیا ہے۔ یہاں پر سارے موسم رعنائیاں اور خوبصورتیاں بکھیرتے ہیں یہاں پر پہاڑ وادیاں، میدان، ساحل، صحرا غرض یہ کہ ہر طرح کے جغرافیائی خدوخال موجود ہیں شاعر احمد ندیم قاسمی دعا گو ہیں گھنی گھٹائیں یعنی تمام قدرتی وسائل سے اس قدر استفادہ کیا جائے کہ ہر خاص وعام کی زندگی میں اس سے بہتری آئے حکومت اور عوام ان وسائل سے بھرپور استفادہ کریں تاکہ ہر طرح کے معاشی ومعاشرتی مسائل کا خاتمہ ہو جائے گھنی گھٹائیں ایسی بارش برسائیں کا مطلب یہی ہے کہ وسائل کی تقسیم یکساں ہو امیر وغریب سب فائدہ اٹھائیں پتھروں سے بھی روئیدگی یعنی نچلہ طبقہ بھی پھلے پھولے اور زندگی کی خوشیوں کو حاصل کرے عام سے عام آدمی بھی ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو پوری نظم میں فطرت اور فطرتی خوبصورتی کو وطن کی ترقی اور خوشحالی کے لیے استعارے کے طور استعمال کیا گیا ہے اور خوبصورت منظر کشی کی گئی ہے جس نے نظم میں خوبصورتی اور تازگی کا عنصر برقرار رکھا ہے اچھی امید اور حوصلہ افزا باتوں سے یہ نظم ہر محب وطن کو اپنی طرف کھینچتی ہے جیسا کہ بقول شاعر

studybeesofficial

ضمیر لالہ سے روشن آرزو کر دے

وطن کے زرے زرے کے شہید جستجو کر دے

صیحح معنوں میں محب وطن انسان اپنی ذات سے بالا تر ہو کر تمام اہل وطن کی بھلائی کا سوچتا ہے اسکا دائرہ کار سب کی بھلائی چاہنا ہوتا ہے ایک اچھے اور ذمہ دار شہری کے طور پر وہ دوسروں کے حقوق کا خیال رکھتا ہے اور کوئی ایسا کام نہیں کرتا جس سے دوسروں کو تکلیف ہو اُسے سب کے دکھ درد کا احساس ہوتا ہے ویسے بھی ایک مسلمان کی پہچان یہ ہے کہ اس کی زبان اور ہاتھ کے شر سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مسلمان ایک جسد واحد کیطرح ہوتے ہیں اور اگر ایک عضو کی تکلیف ہو تو پورا جسم بے چین رہتا ہے اور

مبتلائے درد کوئی عضو ہو روتی ہے آنکھ

کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ

اور مسلمانوں کا نظریہ قومیت مغربی اقوام سے مختلف ہے

ہر کلمہ گو مسلم قوم کا فرد ہے تبھی علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں

اخوت اس کو کہتے ہیں چھبے کانٹا جو کابل میں

تو ہندوستان کا ہر مرد جواں بتیاب ہو جائے

حکمران بھی خود کو قوم کا خادم سمجھتے ہیں اور تمام اختیارات اور وسائل کا استعمال ذمہ داری اور فرض شناسی سے بطور امانت کرتے ہیں۔

بقول شاعر:

تم کو اپنے فرض کا احساس ہونا چاہئے

اور ذمہ داریوں کا پاس ہونا چاہیے

ایک درد دل رکھنے والا انسان دوسروں کی تکلیف کا احساس کرتا ہے کیونکہ بقول شاعر

غم نہیں اس کا تمہاری ذات سے کچھ سکھ نہ ہو

ہاں مگر یہ دیکھنا تم سے کسی کو دُکھ نہ ہو

عام طور پر سبزہ پتھروں پر نہیں اُگتا لیکن جس جگہ بہت زیادہ بارشیں ہوں اور آب وہوا بھی اچھی وہاں اکثر پہاڑوں پر پتھروں پر بھی سبزہ اُگ آتا ہے یہاں اس شعر میں بھی شاعر یہ خواہش کر رہے ہیں کہ میری ارض پاک پہ قدرتی وسائل بارش معتدل آب وہوا موسم سب نعمتیں دستیاب ہوں۔تاکہ امیر غریب سب یکساں طور پر اِن وسائل سے استفادہ کریں۔

انگریزی زبان کی ایک نظم "The Rain" میں یہ خواہش اور شکوہ کیا گیا کہ وسائل کی تقسیم یکساں نہیں ہوتی جیسے بارش کے قطرے اُوپر والے پتوں پر گرتے ہیں اوع نچلے پتے بارش سے یعنی قدرتی وسائل سے محروم رہتے ہیں۔ یہاں نچلے پتوں سے مراد غریب طبقہ ہے اور اوپر مراد جو تمام وسائل پر قابض ہو کر غریبوں کے حقوق کا استحصال کرتے ہیں ایسے حالات میں قومیں ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتیں جہاں انصاف کی بالا دستی نہ ہو قوانین کا اطلاق خاص وعام پر نہ ہو۔

studybeesofficial